بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

ماہنامہ جرمنی

اخبار احمدیہ

جماعت احمدیہ جرمنی کا ترجمان

جلد نمبر-14 مدیر-نعیم احمد نیر کتابت و ڈیزائننگ؛ رشید الدین، عاصم شہزاد ''مسیح موعودؑ نمبر'' ماہ امان 1388 ہجری شمسی، بمطابق مارچ 2009ء شمارہ نمبر 2

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

تحریر محمد انیس دیالگڑھی

مختصر حالات زندگی

حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوۃ والسلام 13 فروری 1835ء بمطابق 14 شوال 1250ھ بروز جمعہ بوقت فجر انڈیا (بھارت) کے ایک دور افتادہ گاؤں ''قادیان'' میں پیدا ہوئے حضرت محی الدین ابن عربی ؒ کی پیشگوئی کے مطابق کہ ''مہدی موعود توام پیدا ہوگا'' آپ توام پیدا ہوئے (کتاب فصوص الحکم، حضرت محی الدین ابن عربی)۔

فارسی الاصل

ایک حدیث کے مطابق آپ فارسی الاصل تھے۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں۔ ''واضح ہو کہ ان کاغذات اور پرانی تحریرات سے کہ جو اکابر اس خاندان کے چھوڑ گئے ہیں ثابت ہوتا ہے کہ بابر بادشاہ کے وقت میں جو چغتائی سلطنت کا مورث اعلیٰ تھا۔ بزرگ اجداد اس نیاز مند الہٰی کے خاص سمرقند سے ایک جماعت کثیر کے ساتھ کسی سبب سے جو بیان نہیں کیا گیا۔ ہجرت اختیار کر کے دہلی پہنچے''۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۱۲۱)

تعلیم

چھ سال کی عمر میں آپکی باقاعدہ تعلیم کا آغاز ہوا ایک فارسی خواں معلم کو آپکے والد صاحب نے ملازم رکھا۔ دس برس کی عمر میں ایک اور معلم آپکی تعلیم کی غرض سے رکھا گیا۔ سترہ یا اٹھارہ برس کی عمر میں تیسرا معلم آپکی تعلیم کی غرض سے رکھا گیا۔ پہلے معلم سے آپ نے قرآن شریف اور فارسی کُتب پڑھیں جبکہ دوسرے معلّم نے عربی صرف و نحو کے قواعد آپکو پڑھائے اور آخری استاد نے منطق اور حکمت کی تعلیم دی اور یوں آپ نے علم الادیان اور علم الابدان کی بنیادی تعلیم حاصل کی۔

نوجوانی کا دور

ہندوستان میں علوم شرقیہ کے بلند پایہ عالم مولوی سید میر حسن صاحب نے آپ کو اس دور میں تقریباً ۲۸ سال کی عمر میں دیکھا اور بعد میں یوں گواہی دی ''آپؑ عزلت پسند اور پارسا اور فضول و لغو سے مجتنب اور محترز تھے۔ ادنیٰ تامل سے بھی دیکھنے والے پر واضح ہو جاتا تھا کہ حضرت اپنے ہر قول و فعل میں دوسروں سے ممتاز ہیں۔'' (سیرت المہدی، جلد اول صفحہ ۱۵۱ روایت نمبر ۱۴۸ نیز صفحہ نمبر ۲۷۰ روایت نمبر ۲۸۰)

مشہور اہل حدیث عالم مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے دعویٰ کے بعد آپؑ کی شدید مخالفت کی۔ مگر اس سے پہلے انہوں نے لکھا: ''مؤلف براہین احمدیہ مخالف و موافق کے تجربے اور مشاہدے کی رو سے (واللہ حسیبہ) شریعت محمدیہ پر قائم و پرہیزگار اور صداقت شعار ہیں''۔ (اشاعۃ السنۃ، جلد ۷، صفحہ ۹)

اس دور کے ایک بزرگ مولوی غلام رسول صاحب نے بچپن میں آپؑ کی پاکیزہ فطرت کو دیکھ کر فرمایا ''اگر اس زمانہ میں کوئی نبی ہوتا تو یہ لڑکا نبوت کے قابل ہے''۔ (رجسٹر روایات نمبر ۱۲ صفحہ ۱۰۹)۔

حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعودؑ کے والد صاحب آپکے بارے میں بہت متفکر رہتے تھے اور فرماتے تھے اسکی آمدنی کا ذریعہ کوئی نہیں۔ اس وجہ سے بار بار آپکو توجہ دلاتے اور کہتے کہ کوئی نوکری کر لو۔ مگر آپکی طبیعت دنیوی فکروں کی نسبت دینی مشاغل کی طرف زیادہ تھی۔ ایک دفعہ آپ نے اپنے والد صاحب کو جواب دیا کہ میری فکر نہ کریں میں نے جہاں نوکر ہونا تھا ہو چکا ہوں۔ اس جواب پر آپکے والد صاحب آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا کہ ''سچی راہ تو یہی ہے جس پر یہ چل رہا ہے''۔

جب آپکے والد صاحب کو اس فکر نے حد سے زیادہ گھیر لیا تو آپ نے حکماً اپنے بیٹے کو نوکری کرنے کا پابند کیا اور آپ نے بھی والد کے حکم کی بجا آوری میں کوئی تأمل نہیں کیا اور اپنی طبیعت کے خلاف والد کا حکم ماننے کی غرض سے سیالکوٹ میں بطور محررّ ملازمت شروع کی۔ یہ دور حضورؑ کی عین جوانی کا دور تھا اور اس کے واقعات بھی نہایت ہی ایمان افروز اور آپکی پاکدامنی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ مثلاً نوکری کے باوجود عبادت میں انہماک، اسلام کی تبلیغ کا ذوق و شوق (خصوصاً پادری بٹلر اور پادری الایشہ کے ساتھ مذہبی مباحثات اور نصر اللہ نامی عیسائی ہیڈ ماسٹر مشن سکول کے ساتھ گفتگو)، کثرت مطالعہ، رشوت اور جھوٹ سے بیزاری، ملازموں کے ساتھ حسن سلوک، مثلاً ملازم کو سوار کرنا اور خود پیدل چلنا اور اپنا کھانا بھی ملازموں اور غریبوں کو دے دینا۔

(سیرۃ المہدی حصہ اوّل سے ماخوذ)

عائلی زندگی

16 سال کی عمر میں 1851ء کو آپکی پہلی شادی آپکی ماموں زاد حرمت بی بی صاحبہ سے ہوئی۔ ان سے دو بیٹے پیدا ہوئے، حضرت مرزا سلطان احمد صاحب 1853ء اور مرزا فضل احمد صاحب 1855ء۔ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب نے لمبی عمر پائی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہوئے جبکہ مرزا فضل احمد صاحب نوجوانی کی عمر میں فوت ہو گئے۔

1884ء میں الہام کے مطابق آپکی دوسری شادی حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ کے ساتھ ہوئی 17۔ نومبر 1884ء کو دہلی میں خواجہ میر درد کی مسجد میں عصر کی نماز کے بعد مولوی سید نذیر حسین صاحب نے نکاح پڑھایا اور اس طرح اس مبارک رشتہ کے ساتھ ایک مبارک نسل کی بنیاد پڑی جس کا فیض آج بھی جاری ہے اور رہتی دنیا تک رہے گا اور ایک کے بعد دوسرا رجل فارس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کام کو آگے بڑھاتا چلا جا رہا ہے۔

کشوف و الہام

1864ء یا 1865ء میں آپ نے ایک نہایت ہی لطیف کشف میں آنحضرت ﷺ کی زیارت کی جس میں آپکو تفہیم ہوئی کہ آپؑ کے ذریعے مذہب اسلام دوبارہ زندہ ہوگا۔ (اس کشف کی تفصیل براہین احمدیہ جلد سوم کے صفحہ 249 کے حاشیہ در حاشیہ نمبر 1 میں درج ہے، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 275)

1868ء میں آپ نے اِس ملازمت سے استعفیٰ دے دیا۔ سیالکوٹ سے قادیان آتے ہوئے راستہ میں امرتسر کے قریب آپکو یہ اطلاع ملی کہ آپکی والدہ ماجدہ وفات پا گئی ہیں آپکی والدہ کو آپ سے بہت پیار تھا اور آپکو بھی اپنی والدہ محترمہ سے خاص تعلق تھا مگر آپ نے یہ صدمہ نہایت صبر سے برداشت کیا۔

1875ء کے آخر یا 1876ء کے شروع میں آپ نے الٰہی القاء کے مطابق آٹھ یا نو ماہ کے روزے رکھے جس کے بعد آپ پر انوار سماوی اور رؤیاء و کشوف کے دروازے کھل گئے۔

1876ء میں آپ کے والد مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کی وفات بھی ہوگئی اس دن کی نسبت آپکو الہام ہوا کہ ''والسماءِ والطارق'' گو اس سے قبل الہام کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا مثلاً 1868ء یا 1869ء میں مولوی محمد حسین بٹالوی سے اُن کے صحیح عقیدہ کی بنا پر مناظرہ سے اجتناب پر الہام ہوا کہ ''تیرا خدا تیرے اس فعل سے راضی ہوا اور وہ تجھے بہت برکت دے گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے'' (روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 622)

الہام ''والسماء والطارق'' آپ کے والد کی وفات کی خبر دینے کے ساتھ ساتھ بطور عزاء پُرسی کے تھا۔ اُسی روز غروب آفتاب کے بعد آپکے والد صاحب اللہ کو پیارے ہوگئے اور اُسی رات آپکو وہ عظیم الشان الہام بھی ہوا جو نہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حق میں بلکہ ہر احمدی کے حق میں کسی نہ کسی رنگ میں پورا ہوا یعنی ''اَلَیسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبدَہٗ'' اس الہام کو حضور اقدس علیہ السلام نے بطور خاص ایک انگوٹھی میں کندہ کروایا اور یہ بابرکت انگوٹھی آج حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دست مبارک کی زینت ہے۔

1881ء میں آپکو دوسری شادی کے بارے میں الہام ہوا۔ اسی طرح ایک اور الہام میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو تسلی دی کہ اس شادی کے سامان میں خود ہی کروں گا اور تمھیں کسی بات کی تکلیف نہیں ہوگی۔

ماموریت کا پہلا الہام

مارچ 1882ء میں آپکو ماموریت کا پہلا الہام ہوا۔ یہ وہ تاریخی الہام ہے جو آپکی ماموریت کی بنیاد تھا۔ اس الہام کے ابتدائی کلمات یہ تھے۔

ترجمہ ''یعنی اے احمد! اللہ نے تجھے برکت دی ہے جو تو نے چلایا وہ تو نے نہیں بلکہ خدا نے چلایا، خدا نے تجھے قرآن سکھایا تا ان لوگوں کو تو ڈرائے جن کے باپ دادا کو انذار نہیں کیا گیا اور تا خدا کی حجت پوری ہو اور مجرموں کی راہ کھل جائے۔ کہدے میں خدا کی طرف سے مامور اور اوّل المومنین ہوں۔

1888ء کی پہلی سہ ماہی میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو بیعت لینے کا ارشاد ہوا۔ یہ ربانی حکم جن الفاظ میں

پہنچاوہ یہ تھے۔اِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا. اَلَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ. يَدُاللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ" ۔(ترجمہ) جب تو نے اس خدمت کے لئے قصد کرلیا تو خدائے تعالیٰ پر بھروسہ کر اور یہ کشتی ہماری آنکھوں کے روبرو اور ہماری وحی سے بنا۔ جو لوگ تجھ سے بیعت کریں گے وہ تجھ سے نہیں بلکہ خدا سے بیعت کریں گے۔ خدا کا ہاتھ ہوگا جو ان کے ہاتھوں پر ہوگا۔(روحانی خزائن جلد۳ صفحہ 565۔ بحوالہ تذکرہ ایڈیشن ششم صفحہ 134)

بیعت کا اعلان۔

حضرت اقدس کی طبیعت اس بات سے کراہت کرتی تھی کہ ہر قسم کے رطب و یابس لوگ اس سلسلہ میں داخل ہو جائیں۔ اور دل یہ چاہتا تھا کہ اس مبارک سلسلہ میں وہی مبارک لوگ داخل ہوں جنکی فطرت میں وفاداری کا مادہ ہے اور کچے نہیں ہیں۔ اس لئے آپ کو ایک ایسی تقریب کا انتظار رہا کہ جو مخلصوں اور منافقوں میں امتیاز کر دکھلائے۔ سو اللہ جل شانہ نے اپنی کمال حکمت و رحمت سے وہ تقریب اسی سال نومبر 1888ء میں بشیر اوّل کی وفات سے پیدا کر دی۔ ملک میں آپ کے خلاف ایک شور مخالفت برپا ہوا اور خام خیال بدظن ہو کر الگ ہو گئے لہٰذا آپ کی نگاہ میں یہی موقعہ اس بابرکت سلسلے کی ابتداء کے لئے موزوں قرار پایا اور آپ نے یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کو ایک اشتہار کے ذریعہ سے بیعت عام کا اعلان فرما دیا۔

اشتہار "تکمیل تبلیغ"

اس اعلان کے ساتھ جو بیعت سے متعلق پہلا اعلان تھا حضورؑ نے بیعت کے لئے معین رنگ میں کوئی خاص شرائط تحریر نہیں کیں تھیں۔ عجیب الٰہی تصرف ہے کہ جب حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو دس، گیارہ بجے شب (بیت الذکر نمبرا کے زیر سقف کمرہ سے متصل مشرقی کمرہ میں) پیدا ہوئے تو آپ نے "تکمیل تبلیغ" کا اشتہار تحریر فرمایا۔ اور اس میں بیعت کی وہ دس شرائط تجویز فرمائیں جو جماعت میں داخلہ کے لئے بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔

لدھیانہ میں ورود

اس اشتہار کے بعد حضرت اقدسؑ قادیان سے لدھیانہ تشریف لے گئے۔ اور حضرت صوفی احمد جان صاحبؓ کے مکان واقع محلّہ جدید میں فروکش ہوئے۔ یہاں سے آپ نے 4 مارچ 1889ء کو ایک اور اشتہار میں بیعت کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا "یہ سلسلہ بیعت محض بمراد فراہمی طائفہ متقین یعنی تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت کے جمع کرنے کے لئے ہے۔ تا ایسا متقیوں کا ایک بھاری گروہ دنیا پر اپنا نیک اثر ڈالے اور ان کا اتفاق اسلام کے لئے برکت اور عظمت و نتائج خیر کا موجب ہو۔ اور وہ بہ برکت کلمہ واحدہ پر متفق ہونے کے اسلام کی پاک و مقدس خدمات میں جلد کام آسکیں اور ایک کاہل اور بخیل و بے مصرف مسلمان نہ ہوں اور نہ ان نالائق لوگوں کی طرح جنہوں نے اپنے تفرقہ و نااتفاقی کی وجہ سے اسلام کو سخت نقصان پہنچایا ہے۔ اور اس کے خوبصورت چہرہ کو اپنی فاسقانہ حالتوں سے داغ لگا دیا ہے اور نہ ایسے غافل درویشوں اور گوشہ گزینوں کی طرح جن کو اسلامی ضرورتوں کی کچھ بھی خبر نہیں......

بیعت اولیٰ

23 مارچ 1889ء کو آپ نے لودھیانہ میں حضرت منشی صوفی احمد جان صاحب کے مکان پر بیعت لی جو بیعت اُولیٰ کے نام سے مشہور ہے۔

یہ وہی صوفی بزرگ تھے جنہوں نے احیاء دین کی خاطر آپؑ کی تڑپ دیکھ کر فرمایا تھا،

"ہم مریضوں کی ہے تمھیں پہ نظر
تم مسیحا بنو خدا کے لئے"

بیعت کے تاریخی رکارڈ کے لئے ایک رجسٹر تیار ہوا۔ جس کی پیشانی پر یہ لکھا گیا "**بیعت توبہ برائے حصول تقویٰ و طہارت**" رجسٹر میں ایک نقشہ تھا جس میں نام، ولدیت اور سکونت درج کی جاتی تھی۔ حضرت اقدسؑ بیعت لینے کے لئے مکان کی ایک کچی کوٹھری میں (جو بعد کو دارالبیعت کے مقدس نام سے موسوم ہوئی) بیٹھ گئے اور دروازے پر حافظ حامد علی صاحبؓ کو مقرر کر دیا اور انہیں ہدایت دی کہ جسے میں کہتا جاؤں اسے کمرہ میں بلاتے جاؤ۔ پہلے دن کُل چالیس احباب نے بیعت کی۔ سب سے پہلے بیعت کرنے کی سعادت حضرت مولانا حکیم مولوی نورالدین خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل ہوئی جو خدائی تقدیر کے مطابق آپ کے بعد آپ کے پہلے جانشین یعنی خلیفہ بنے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام لدھیانہ میں 18 اپریل 1889ء تک مقیم رہے۔ ابتداءً محلّہ جدید میں پھر محلّہ اقبال گنج میں تاہم بیعت کا سلسلہ بدستور جاری رہا۔ پہلے بیعت اکیلے اکیلے ہوتی رہی پھر خطوط کے ذریعہ سے پھر مجمع عام میں۔

حضرت اقدس کا اکثر یہ دستور تھا کہ بیعت کرنے والوں کو نصائح فرماتے تھے۔

صداقت کی دلیل

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اس زمانہ میں خدا کے مامور ہونے کا دعویٰ کیا اور فرمایا کہ میں وہی موعود ہوں جس کا امت محمدیہ چودہ سو سال سے انتظار کر رہی ہے۔ آپؑ نے اپنی صداقت کے دلائل میں اپنی دعویٰ سے پہلے کی پاک زندگی کو بھی پیش فرمایا ہے۔ آپؑ نے فرمایا "تم کوئی عیب افتراء یا جھوٹ یا دغا کا میری پہلی زندگی پر نہیں لگا سکتے۔ تا تم خیال کرو کہ جو شخص پہلے سے جھوٹ اور افتراء کا عادی ہے یہ بھی اس نے جھوٹ بولا ہوگا۔ کون تم میں سے ہے جو میری سوانح زندگی میں کوئی نکتہ چینی کر سکتا ہے۔ پس خدا کا فضل ہے جو اس نے ابتداء سے مجھے تقویٰ پر قائم رکھا اور سوچنے والوں کے لئے یہ ایک دلیل ہے"۔(تذکرۃ الشہادتین، صفحہ ۶۲)۔

پھر فرمایا "میری ایک عمر گزر گئی ہے مگر کون ثابت کر سکتا ہے کہ کبھی میرے منہ سے جھوٹ نکلا ہے۔ پھر جب میں نے محض للہ انسانوں پر جھوٹ بولنا متروک رکھا اور بارہا اپنی جان اور مال کو صدق پر قربان کیا تو پھر میں خدا تعالیٰ پر کیوں جھوٹ بولتا۔(حیات احمد، جلد اوّل، صفحہ ۱۲۶)

آپؑ کا پیغام

آپؑ نے اپنی کتاب حجۃ الاسلام میں لکھا "یہ عاجز تو محض اس غرض کے لئے بھیجا گیا ہے تا کہ یہ پیغام خلق اللہ کو پہنچا دے کہ دنیا کے مذاہب موجودہ میں سے وہ مذہب حق پر اور خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق ہے جو قرآن کریم لایا اور دارالنجات میں داخل ہونے کے لئے دروازہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے"۔

پھر تریاق القلوب میں فرمایا "اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو اور اے تمام وہ انسانی روحو جو مشرق اور مغرب میں آباد ہو میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے"۔

جلسہ سالانہ کی بنیاد

1891ء میں ارشاد الٰہی کی بناء پر آپ نے جلسہ سالانہ کی بنیاد رکھی۔ 27 دسمبر تا 29 دسمبر 1891 کو قادیان میں پہلا جلسہ سالانہ منعقد ہوا جس میں 75 قدوسیوں نے شرکت کی۔ 30 دسمبر 1891ء کو آپ نے ایک اعلان شائع فرمایا کہ "آئندہ اگر ہماری زندگی میں 27 دسمبر کی تاریخ آجائے تو حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربّانی باتوں کو سننے کے لیے اور دُعا میں شریک ہونے کے لیے اس تاریخ پر آجانا چاہئے۔ اس جلسہ میں ایسے حقائق و معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لیے ضروری ہیں۔ اور نیز ان دوستوں کے لیے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدا تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لیئے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان کو بخشے۔(یہ اعلان "آسمانی فیصلہ" میں شائع شدہ ہے) آج یہی جلسہ سو (۱۰۰) سے زائد ممالک میں جاری ہو چکا ہے اور لکھوکھا آسمانی طیور جلسہ کے موسم میں حمد الٰہی کے ترانے گاتے ہیں۔

سورج اور چاند گرہن

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں مسیح اور امام مہدی کی آمد کے زمانے کا نقشہ واضح اور صاف الفاظ میں کھینچا اور اسکے عظیم الشان کاموں کا ذکر فرمایا وہاں اپنے مہدی کی بہت سی نشانیاں بھی بتائیں ایک واضح اور صاف آسمانی گواہی چاند گرہن اور سورج گرہن کی نشانی تھی جو حدیث کی کتاب دار قطنی میں درج ہے۔

فرمایا! "ہمارے مہدی کے لیے دو نشان مقرر ہیں اور جب سے آسمان اور زمین پیدا ہوئے ہیں۔ یہ نشان کسی اور مامور کے حق میں ظاہر نہیں ہوئے ان میں ایک یہ ہے کہ مہدی موعود کے زمانہ میں چاند کو (اس کی مقررہ راتوں میں سے) اوّل رات کو گرہن لگے گا اور سورج کو (اس کے مقررہ دنوں میں سے) درمیان (کے دن) میں گرہن لگے گا اور یہ ایسے نشان ہیں کہ جب سے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا کبھی کسی مامور کے لیے ظاہر نہیں ہوئے" یہ نشان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں عین آپکی مجددیت اور مسیحیت کے دعوٰی کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق 20 مارچ 1894ء کو چاند گرہن اور 6 اپریل 1894ء کو سورج گرہن کی صورت میں ظاہر ہوا یہ نشان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوٰی پر مہر تصدیق اور مخالفین پر ماتم بن کر آیا۔ اس سے اگلے سال 1895 کو یہ نشان مغربی کرہ ارض پر بھی ظاہر ہوا۔ یہ نشان ایسا واضح صاف اور چمکدار تھا کہ اُس وقت اسکا خوب چرچا ہوا اور 1894 کے اخبارات نے اسکو جلی سرخیوں کے ساتھ شائع کیا (دیکھئے اخبار پایونیر اور سِول اینڈ ملٹری گزٹ، اپریل 1894)

ایک تاریخی انکشاف

1895ء میں آپ نے صلیب کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے لیے ایک اور تاریخی انکشاف فرمایا کہ کشمیر کے شہر سرینگر کے محلّہ خانیار میں جو قبر یوز آصف کا مقبرہ کے نام سے موجود ہے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے آپ پر یہ راز کھولا ہے کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام فلسطین سے نکل کر ایران اور افغانستان سے ہوتے ہوئے کشمیر پہنچے اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق 120 سال کی عمر پا کر فوت ہوئے اور سرینگر کے محلّہ خانیار میں مدفون ہیں۔

جلسہ مذاہب عالم

1896ء میں لاہور میں ایک جلسہ مذاہب منعقد ہوا جس میں ہر مذہب کے مقرر کو دعوت دی گئی کہ وہ حسب ذیل پانچ سوالوں کے جواب دے۔

1۔ انسان کی جسمانی، اخلاقی اور روحانی حالتیں؟

2۔ موت کے بعد انسان کی کیا حالت ہوتی ہے؟

3۔ دنیا میں انسان کی زندگی کا اصل مدّعا کیا ہے اور وہ کس طرح حاصل ہوسکتا ہے؟

4۔ کرم یعنی اعمال کا اثر دنیا اور عاقبت میں کیا ہوتا ہے؟

5۔ علم یعنی گیان و معرفت کے ذرائع اور وسیلے کیا کیا ہیں

جب اس جلسہ کے مجوّز سوامی شوگن چندر آپکی خدمت میں پہنچے تو آپ نے فوراً مضمون لکھنے پر آمادگی کا اظہار فرمایا بلکہ اس کا پہلا اشتہار قادیان سے شائع کرایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام، اسلام کی تائید کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے اس موقع پر بھی آپ نے فوراً

اسلام کے حق میں مضمون لکھنا شروع کر دیا اور آسمان کے خدا نے خود آپ کو خبر دی کہ یہ مضمون باقی سارے مضمونوں پر غالب رہے گا اور ایسا ہی ہوا اور یہ مضمون ایسے اشتیاق سے سنا گیا کہ اس کے سننے کے لیے نہ صرف غیر معمولی حاضری تھی بلکہ اس کے پڑھنے کے لیے ایک اور دن کا اضافہ کیا گیا بعد میں یہ مضمون کتابی شکل میں شائع ہوا ۔یہ کتاب ’’اسلامی اصول کی فلاسفی‘‘ کے نام سے مشہور اور معروف ہے اور اسکا ترجمہ دنیا کی تمام اہم زبانوں میں ہو چکا ہے۔

ملکہ وکٹوریہ کو دعوت اسلام

19 جون 1897ء کو ملکہ وکٹوریہ کی جوبلی منائی گئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس موقع پر ایک رسالہ تحفۂ قیصریہ کے نام سے تصنیف فرمایا۔ جس میں اپنے دعویٰ مسیحیت اور مامور من اللہ ہونے کا ذکر کیا اور اسلام اور عیسائیت کا موازنہ کرتے ہوئے ملکہ معظمہ کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔

آپؑ پر جھوٹے مقدمات

1897ء میں ایک شخص عبدالحمید نے پادریوں کے ساتھ مل کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر مقدمہ دائر کیا اور امرتسر کے ڈپٹی کمشنر کی عدالت میں بیان دیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی (علیہ السلام) نے پادری مارٹن کلارک کو مارنے کے لئے مجھے قادیان سے امرتسر بھیجا ہے۔ اس پر یکم اگست 1897ء کو ڈپٹی کمشنر امرتسر A:I:Martino نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے نام وارنٹ گرفتاری جاری کیا۔ یہ وارنٹ کئی دن گذرنے کے باوجود گورداسپور نہ پہنچ سکا۔ عیسائی لوگ اور مخالف مولوی ہر روز امرتسر کے سٹیشن پر جاتے کہ مرزا غلام احمدؑ کو ہتھکڑی لگے ہوئے دیکھیں اور پولیس کی حراست میں ریل گاڑی سے اترتے دیکھیں مگر خدا تعالیٰ نے انکی یہ حسرت پوری نہ کی ایک ہفتہ کے بعد ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ امرتسر نے یہ وارنٹ واپس لینے کے لیے گورداسپور تار دیا کہ جو وارنٹ گرفتاری یکم اگست 1897 کو جاری کیا اس میں قانونی سُقم ہیں لہٰذا اسکو کینسل سمجھا جائے۔ بعد میں یہ کیس ڈپٹی کمشنر گورداسپور کے پاس پہنچا اس نے حضور علیہ السلام کے نام سمن جاری کیا کہ 10 اگست کو بٹالہ تشریف لائیں۔ ڈاکٹر مارٹن کلارک کا بیان ہوا جو تین دن تک جاری رہا پھر عبدالحمید کا بیان ہوا اس نے اپنا امرتسر والا بیان دہرایا ۔اس مقدمہ میں مسلمان مولوی اور آریہ صاحبان بھی عیسائیوں کے ساتھ مل گئے۔ اس مقدمہ کا فیصلہ 23 اگست 1897 کو کپتان M.W.DOUGLAS نے سنایا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو صاف بری قرار دیتے ہوئے کہا کہ چونکہ آپ پر جھوٹا مقدمہ بنایا گیا ہے لہٰذا قانون کی رو سے اگر آپ چاہیں تو ان عیسائیوں کے خلاف مقدمہ کر سکتے ہیں۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جواباً فرمایا ’’عیسائیوں سے ہمارا مقدمہ تو آسمان پر چل رہا ہے ہمیں آسمانی عدالت کافی ہے‘‘۔

کپتان ڈگلس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بارعب اور متوکل شخصیت کا بڑا گہرا اثر تھا جس کا ذکر انہوں نے بعد میں کئی احمدیوں سے کیا اور 26 ستمبر 1946ء میں ایک تحریر بھی اپنے ہاتھوں سے اس مقدمہ کے سلسلہ میں لکھ کر دی۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بہت سے مقدمے ہوئے جس کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نہ صرف تکلیف پہنچتی تھی بلکہ آپ کا بہت سا قیمتی وقت بھی اس میں صرف ہو جاتا تھا۔

1898ء میں آپ پر پھر ایک مقدمہ دائر کر دیا گیا کہ اس شخص کی آمدنی بہت ہے مگر یہ انکم ٹیکس ادا نہیں کرتا۔ 17 ستمبر 1898ء کو ڈپٹی کمشنر گورداسپور مسٹر ڈکسن نے اپنا فیصلہ سنایا جس میں لکھا کہ ’’ہمیں اس شخص (حضرت مسیح موعودؑ) کی نیک نیتی پر شبہ کرنے کے لیے کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی اور ہم اس کی آمدنی کو جو چندے کے ذریعے سے ہوتی ہے جسے وہ 5200 (روپے) بیان کرتا ہے، ٹیکس سے مستثنیٰ کرتے ہیں۔ کیوں کہ زیر دفعہ e-5 وہ محض مذہبی اغراض کے لیے صرف کی جاتی ہے۔

خطبہ الہامیہ

11 اپریل 1900ء کے روز عیدالاضحی تھی اُس دن علی الصبح حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضور اقدسؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضور آج تقریر ضرور کریں خواہ چند فقرے ہی ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ’’خدا نے بھی یہی حکم دیا ہے۔‘‘ ’’آج صبح کے وقت الہام ہوا ہے کہ مجمع میں عربی میں تقریر کرو تمہیں قوت دی گئی‘‘۔ اس کا نام خطبہ الہامیہ رکھا گیا۔ یہ ایک علمی معجزہ تھا جو خدا نے دکھلایا جس کی نظیر کوئی نہیں پیش نہیں کر سکتا۔

حضور علیہ السلام کے خطبہ ختم کرنے کے بعد حضرت مولوی عبدالکریم رضی اللہ تعالیٰ ترجمہ سنانے کے لیے کھڑے ہوئے۔ ابھی آپ ترجمہ سنا ہی رہے تھے کہ حضرت مسیح موعودؑ فرط جوش کے ساتھ سجدہ میں جا پڑے آپ کے ساتھ تمام حاضرین نے بھی سجدہ شکر ادا کیا۔ سجدہ سے سر اٹھا کر حضرت اقدس نے فرمایا کہ ابھی میں نے سرخ الفاظ میں لکھا دیکھا ’’مبارک‘‘ گویا قبولیت کا نشان ہے۔

سرخ چھینٹوں کا نشان

سرخ روشنائی کے چھینٹوں کا نشان ستائیس رمضان المبارک کے روز ظاہر ہوا۔ آپؑ نے عالم کشف میں دیکھا کہ آپؑ کے لکھے ہوئے کچھ احکام قضاء و قدر پر اللہ تعالیٰ نے اپنے قلم سے دستخط کرنے سے پہلے آپ کی طرف چھڑکا۔ جس سے آپؑ پر اور آپؑ کے صحابی عبداللہ سنوریؓ جو آپ کے قریب بیٹھے تھے، پر اُس سرخ روشنائی کے کچھ قطرے پڑے۔ یہ بعض کشفی امور کا وجود خارجی پکڑ لینے کا معجزہ تھا۔ وہ کمرہ جس میں یہ عظیم الشان نشان ظاہر ہوا آج بھی مسجد مبارک قادیان میں موجود ہے اور لاکھوں انسانوں کی زیارت گاہ اور ازدیادِ ایمان کا باعث ہے۔ اس نشان کی تفصیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب سرمہ چشم آریہ کے صفحہ 131 پر تحریر فرمائی ہے۔

پادری صاحب کا فرار

لیفرائے نامی ایک پادری صاحب یہ عزم لے کر انگلستان سے چلے کہ کچھ عرصہ تک میں وہ سارے ہندوستان کو مسیحیت کے قدموں میں ڈال دیں گے۔ مگر ان کا طریق کار بھی بدقسمتی سے اسلام پر حملہ کرنا ہی تھا نہ کہ اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرنا۔ پادری لیفرائے صاحب نے بہت سے جلسے کیے جس میں اسلام اور اسلام کے پاک نبی حضرت محمد ﷺ پر ناپاک حملے کئے۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مئی 1900ء میں پادری لیفرائے کو چیلنج کیا مگر اُس نے اس چیلنج کو قبول نہ کیا۔ مگر 25 مئی 1900 کو بشپ صاحب نے زندہ رسول کے موضوع پر لاہور میں دوبارہ لیکچر دیا اور مسلمانوں کو بھی چیلنج کیا۔ مگر مسلمان علماء میں سے کوئی بھی مقابلے پر نہ آیا۔ حضرت مسیح موعودؑ کے ایک صحابی حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے اس موقعہ پر حضرت مسیح موعودؑ کا ایک پہلے سے لکھا ہوا مضمون زندہ رسول کے موضوع پر پادری لیفرائے کے مضمون کے بعد پڑھ کر سنایا۔ جب حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے مضمون پڑھنا شروع کیا تو حاضرین یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو لیفرائے کے دلائل کا پہلے سے ہی کیسے علم ہو گیا اور اسکے تمام دلائل آپ نے کس طرح پاش پاش کر کے رکھ دیئے، سبحان اللہ وبحمدہ سبحان العظیم۔ اس کے بعد بشپ لیفرائے صاحب نے ہمیشہ فرار کا رستہ اختیار کیا اور کبھی حضرت مسیح موعودؑ کے مقابلے پر نہ آیا۔

’’آزمائش کے لیے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے‘‘

جہاد بالسیف

7 جون 1900ء کو حضرت مسیح موعود نے جہاد بالسیف کی ممانعت کا فتویٰ دیا جس پر اس وقت کے علمائے بہت شور مچایا اور کہا کہ یہ شخص اسلام کا مخالف ہی نہیں بلکہ کافر ہے کیوں کہ اس نے جہاد منع کر دیا۔ آج اُنہی علماء کے پیروکاران نے حالات کا رخ دیکھ کر خود وہی باتیں اور وہی دلائل پیش کرنے شروع کر دیئے ہیں جو سیدنا و امامنا حضرت مسیح موعودؑ نے آج سے سو سال قبل اسلام کی تائید میں پیش کئے تھے۔ فرق صرف یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود نے خدا سے خبر پا کر اسلام کی صحیح تعلیم پیش کی تھی اور لوگوں کی مخالفت کی ذرا بھی پرواہ نہ کی مگر ان مولویوں نے آج مغربی ممالک کے لعن طعن کے بعد جہاد بالسیف کی مخالفت میں دلائل دینے شروع کر دیئے۔ مگر تب تک اسلام کا بہت بڑا نقصان کر چکے تھے۔ کیا خوب کہا ہے ایک فارسی شاعر نے۔

ہر چہ دانا کند کند ناداں
لیک بعد از خرابیءِ بسیار

جماعت کا نام رکھنے کی حکمت

1901ء میں حکومت ہند نے فیصلہ کیا کہ اس سال تمام ہندوستان میں مردم شماری کروائی جائے۔ اس وقت یہ سوال اٹھا کہ جماعت کا کیا نام تجویز کیا جائے اور کس نام کے تحت رجسٹریشن کروائی جائے۔ چنانچہ اس وقت حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی جماعت کا نام ’’مسلمان فرقہ احمدیہ‘‘ رکھا اور اس نام کے رکھنے کی وجہ حضرت مسیح موعودؑ نے ایک اشتہار میں بیان فرمائی جو 4 نومبر 1900ء کو تبلیغ رسالت کے مندرجات میں شائع ہوا۔ حضورؑ اس نام کے رکھنے کی وجہ تحریر فرماتے ہیں کہ ’’اور اس فرقہ کا نام ’’مسلمان فرقہ احمدیہ‘‘ اس لیے رکھا گیا کہ ہمارے نبی ﷺ کے دو نام تھے۔ ایک محمد ﷺ۔ دوسرا احمد ﷺ اور اسم محمد ﷺ جلالی نام تھا اور اس میں یہ مخفی پیشگوئی تھی کہ آنحضرت ﷺ اُن دشمنوں کو تلوار کے ساتھ سزا دیں گے جنہوں نے تلوار کے ساتھ اسلام پر حملہ کیا۔ اور صدہا مسلمانوں کو قتل کیا لیکن اسم احمد جمالی نام تھا جس سے یہ مطلب تھا کہ آنحضور ﷺ دنیا میں آشتی اور صلح پھیلائیں گے۔ سو خدا نے ان دو ناموں کی اس طرح پر تقسیم کی کہ اوّل آنحضرت ﷺ کی مکہ کی زندگی میں اسم احمد کا ظہور تھا اور ہر طرح سے صبر اور شکیبائی کی تعلیم تھی اور پھر مدینہ کی زندگی میں اسم محمد ﷺ کا ظہور ہوا اور مخالفوں کی سرکوبی خدا کی حکمت اور مصلحت نے ضروری سمجھی۔ لیکن یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ آخری زمانہ میں پھر اسم احمد ظہور کرے گا اور ایسا شخص ظاہر ہوگا جس کے ذریعے سے احمدی صفات یعنی جمالی صفات ظہور میں آئیں گی اور تمام لڑائیوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ پس اسی وجہ سے مناسب معلوم ہوا کہ اس فرقہ کا نام فرقہ احمدیہ رکھا جائے‘‘۔
(تبلیغ رسالت جلد نہم صفحہ 91)

زلزلوں کی خبر

1904ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا ’’عفت الدیار محلها ومقامها‘‘ یعنی عنقریب ایک تباہی آنے والی ہے جس میں سکونت کی عارضی اور مستقل جگہیں دونوں ہی مٹ جائیں گی۔ اس سے قبل اور اسکے بعد بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بار بار زلزلوں کی خبر دی گئی تھی 4 اپریل 1905ء کو شمالی ہندوستان کے علاقے کانگڑہ میں ایک ہیبت ناک اور تباہ کُن زلزلہ آیا جو قیامت کا نمونہ تھا چونکہ خدا نے بار بار

Vol. 14 Monthly Akhbar-e-Ahmadiyya Germany Issue 2
National Shoba Tasneef, Ahmadiyya Muslim Jamaat, Genfer Str.11, 60437 Frankfurt/M, Tel:069-50688652, Fax:069-50688666, Email: akhbar3@yahoo.com

زلزلوں کی خبر دی تھی لہٰذا اس زلزلہ کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپریل 1905 تا جون 1905 اپنے باغ میں منتقل ہوگئے اور اسی طرح بہت سے دیگر احباب نے بھی باغ اور قریب کی کھلی جگہ میں رہائش اختیار کر لی اور اسی طرح ایک عارضی بستی آباد ہوگئی۔

20 دسمبر 1905 کو حضور نے اپنے تازہ الہام کا ذکر کیا ''پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی''۔28 فروری 1906ء کو رات ایک بجکر بیس منٹ پر ایک شدید زلزلہ شملہ کے علاقہ میں آیا اس زلزلہ سے مشرقی پنجاب کے علاقوں میں بھی شدید نقصان پہنچا۔ آپ کی یہ پیشگوئی دنیا نے بار بار پوری ہوتے دیکھی اور آئندہ بھی دیکھے گی۔

قدرت ثانیہ کی خبر و نظامِ وصیت

دسمبر 1905ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آپکی وفات کے بارے میں بار بار الہامات ہوئے جنکی تفصیل حضور علیہ السلام کی کتب خصوصاً الوصیت میں ہے اور اسی طرح تذکرہ میں 1905ء اور بعد کے الہامات میں بھی یہ بات ریکارڈ ہے۔

چنانچہ 1905ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک رسالہ بعنوان الوصیت تحریر فرمایا جس میں جماعت کو اپنی وفات کی خبر دی اور ساتھ ہی تسلی بھی دی کہ اس خبر سے گھبرا نہ جانا کیوں کہ میرے جانے کے بعد قدرت ثانیہ آئے گی جو قیامت تک تمہارے ساتھ رہے گی۔

سو سال سے زائد کا عرصہ ہوگیا خدا کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ پیش گوئی بار بار جماعت کے حق میں پوری ہوئی اور قدرت ثانیہ خلافت کی صورت میں جماعت میں قائم و دائم ہے اور حضور علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق قیامت تک رہے گی، انشاء اللہ۔

اس رسالہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک قبرستان بنانے کی تجویز بھی پیش کی اور اپنی زمین بھی اس نیک مقصد کے لیے جماعت کو دے دی اور پھر فرمایا کہ جو لوگ خاص قسم کی قربانی بجالائیں گے وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہاں دفن ہوں گے۔

وصیت کے عظیم الشان نظام کے قیام کو بھی صدی سے زائد کا عرصہ گذر گیا اور یہ نظام بھی ایک برگزیدہ شجر بن کر ساری دنیا پر سایہ فگن ہوگیا ہے اور ہر قوم نے اس چشمہ سے پانی پیا اور لاکھوں دیوانوں نے اس نظام کی برکت اور قرآنی پیشگوئی (اور جب جنت قریب کر دی جائے گی) کے مطابق اس دنیا میں ہی جنت دیکھ لی۔

درخواست مباہلہ منظور

2 مئی 1906ء کو دہلی کے ایک عیسائی احمد مسیح نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مباہلہ کا چیلنج دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعوت مباہلہ کو منظور فرماتے ہوئے فرمایا کہ احمد مسیح ایک گمنام سا آدمی ہے اور اسکے ساتھ مباہلہ کرنے سے عوام الناس کو کوئی ہدایت نہ ہوگی اور پھر فرمایا کہ ایک فرد واحد سے مباہلہ کرنا خدا کے اس آسمانی فیصلہ سے ہنسی کرنا ہے اسے چاہیے کہ وہ مباہلہ کرنے کے لیے لاہور، کلکتہ، مدراس اور بمبئی کے بشپ صاحبان کو میرے ساتھ مباہلہ کرنے پر آمادہ کرے اس طریق سے مباہلہ کا اثر تمام قوم پر پڑے گا اور بہتوں کی ہدایت کا موجب ہوگا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس سلسلہ میں دو اشتہارات شائع کیے ایک 5 مئی 1906ء کو جسکا عنوان تھا ''درخواست مباہلہ منظور'' 11 مئی 1906ء کو حضور علیہ السلام نے دوسرا اشتہار احمد مسیح کے ساتھ مباہلہ منظور کے نام سے شائع کرتے ہوئے لکھا کہ '' کہ اگر ہر چہار بشپ منظور نہ کریں تو صرف لاہور کے بشپ صاحب کی ہی تحریر کافی سمجھی جائے گی''۔(اشتہار 11 مئی 1906ء)

ان دو اشتہارات کے جواب میں کسی طرف سے کوئی جواب نہ آیا اور سارے پادری اور بشپ صاحبان نے بالکل چپ سادھ لی۔

ڈوئی کی ہلاکت

1900ء کے سال میں امریکہ کے مشہور معروف اور متموّل شخص نے پیغمبر ہونے کا دعویٰ کیا اور 1901ء میں ایک شہر صیہون نامی آباد کیا جو اپنی خوبصورتی وسعت اور کشش کی وجہ سے جلد ہی امریکہ کے مشہور شہروں میں شمار ہونے لگا۔ اسکے مریدوں کی تعداد بھی لاکھوں سے تجاوز کر گئی۔ اس نے اپنا ایک اخبار بھی جاری کیا جسکا نام تھا ''لیوز آف ہیلنگ'' اس نے اپنے اس اخبار میں لکھا کہ میں امریکہ اور یورپ کی عیسائی اقوام کو خبردار کرتا ہوں اسلام مردہ نہیں ہے اسلام طاقت سے بھرا ہوا ہے اگرچہ اسلام کو ضرور نابود ہونا چاہیے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جب اس شخص کے خیالات پر اطلاع پہنچی تو آپ نے 8 اگست 1902ء کو اسے چٹھی لکھی جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات اور سرینگر کشمیر میں انکی قبر کا ذکر کرتے ہوئے اور مباہلہ کا چیلنج دیتے ہوئے تحریر فرمایا ''غرض ڈوئی بار بار لکھتا ہے کہ عنقریب یہ سب ہلاک ہو جائیں گے بجز اس گروہ کے جو یسوع مسیح کی خدائی مانتا ہے اور ڈوئی کی رسالت۔ اس صورت میں یورپ و امریکہ کے تمام عیسائیوں کو چاہیے کہ بہت جلد ڈوئی کو مان لیں تا ہلاک نہ ہو جائیں اور جبکہ انہوں نے ایک نامعقول امر کو مان لیا ہے کہ وہ خدا کا رسول ہے، رہے مسلمان۔ سو ہم ڈوئی کی خدمت میں بہ ادب عرض کرتے ہیں کہ اس مقدمہ میں کروڑوں مسلمانوں کے مارنے کی کیا حاجت ہے ایک سہل طریق ہے جس سے اس بات کا فیصلہ ہو جائے گا کہ ڈوئی کا خدا سچا خدا ہے یا ہمارا خدا۔ وہ بات یہ ہے کہ ڈوئی صاحب تمام مسلمانوں کو بار بار موت کی پیشگوئی نہ سناویں بلکہ ان میں سے صرف مجھے اپنے ذہن کے آگے رکھ کر یہ دعا کریں کہ جو ہم دونوں میں سے جھوٹا ہے وہ پہلے مر جائے۔(ریویو آف ریلیجز پرچہ ستمبر 1902ء)

ڈوئی نے خود تو اس چیلنج کا جواب نہ دیا مگر امریکہ کے اخبارات نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس چیلنج کا خوب ذکر کیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ڈوئی کا اخبار منگوا کر ملاحظہ فرماتے تھے۔ جب آپ نے دیکھا کہ وہ اسلام دشمنی میں ترقی کرتا جاتا ہے تو آپ نے اگست 1903ء میں ایک خط کے ذریعہ دوبارہ اپنے اس مباہلہ کے چیلنج کو دہرایا۔ جب امریکہ کے اخباروں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس چیلنج کا بار بار ذکر کیا تو ڈوئی نے مجبور ہو کر اپنے اخبار میں ان الفاظ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اور آپکے چیلنج کا ذکر کیا۔

''ہندوستان میں ایک بے وقوف محمدی مسیح ہے جو مجھے بار بار لکھتا ہے کہ مسیح یسوع کی قبر کشمیر میں ہے اور لوگ مجھے کہتے ہیں کہ تُو اس کا جواب کیوں نہیں دیتا۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ میں ان مچھروں اور مکھیوں کا جواب دوں گا اگر میں ان پر اپنا پاؤں رکھوں تو میں انکو کچل کر مار ڈالوں گا''۔

'' انی مھین من اراد اھانتک''

اس کے بعد خدا کے وعدہ '' انی مھین من اراد اھانتک '' کے ایفاء اور اظہار کا وقت آ گیا ستمبر 1905ء میں ایک بڑی تقریب میں سر عام ڈوئی پر فالج کا حملہ ہوا، اسکی وہ زبان جو اسلام اور بانیٔ اسلام اور حامی اسلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف چلا کرتی تھی، ہمیشہ ہمیش کے لیے بند ہوگئی ڈوئی کو اپنا آباد کیا ہوا شہر صیحون چھوڑنا پڑا اور پھر صیحون پر بھی تباہی آ گئی۔ 9 مارچ 1907 میں ڈوئی سخت تکلیف اٹھانے کے بعد بیکسی اور کسمپرسی کی حالت میں اس دنیا سے رخصت ہوا۔

ایک مقدس خواہش

حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے فرمایا! ''میری بڑی آرزو ہے کہ ایسا مکان ہو کہ چاروں طرف ہمارے احباب کے گھر ہوں اور درمیان میں میرا گھر ہو اور ہر ایک گھر میں ایک کھڑکی ہو کہ ہر ایک سے ہر ایک وقت واسطہ و رابطہ رہے۔(سیرت حضرت مسیح موعودؑ از مولوی عبدالکریم صاحبؓ)

اس خدا نے جس نے خود ایک پاک دل میں یہ خواہش پیدا کی اسے مکمل کر دکھایا یعنی کہ '' ایم ٹی اے (MTA)'' کی شکل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلفاء کو ایک ایسا علمی مکان میسر آ گیا ہے جس کے چاروں طرف احمدی بستے ہیں اور ہر گھر سے ہر وقت رابطہ ہے۔

سفرِ آخرت

27 اپریل 1908ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لاہور کے سفر کا پروگرام بنایا۔ جب بٹالہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ لاہور کے لیے سیٹیں ریزرو نہیں۔ پہلے تو آپ نے واپس جانے کا پروگرام بنایا پھر آپ بٹالہ میں ہی ٹھہر گئے اور 29 اپریل 1908ء کو بٹالہ سے روانہ ہو کر لاہور پہنچے 9 مئی 1908ء کو آپ کو پھر وفات کے بارے میں الہام ہوا کہ ''اَلرَّحِيلُ ثُمَّ الرَّحِيلُ'' یعنی 'کوچ کا وقت آ گیا ہے ہاں کوچ کا وقت آ گیا ہے'' (تذکرہ ص ۶۳۹)۔ اسکے بعد 17 مئی 1908ء کو آپکو پھر الہام ہوا ''مکن تکیہ بر عمرِ ناپائیدار'' مگر اسکے باوجود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے روزمرہ کے کاموں میں ذرہ بھر فرق نہیں آیا۔ حضور لوگوں سے ملتے بھی رہے، سوال و جواب کی مجلس بھی لاہور میں منعقد کی۔ اخبار والوں کو خط بھی لکھے اور اسی طرح ایک کتاب ''پیغام صلح'' جو کہ حضور اقدسؑ کی آخری کتاب تھی، لکھنے میں مصروف رہے۔ 25 مئی 1908ء کی شام کو یہ کتاب (جو کہ ایک لیکچر تھا) اختتام کو پہنچی۔ اُسی روز حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیمار ہوئے اور اگلے روز 26 مئی 1908 بوقت ساڑھے دس بجے صبح اپنے آقا و مولیٰ، اپنے خالق و مالک اور سب سے پیارے خدا کے پاس حاضر ہو گئے جس کے بارے میں آپ نے ہی فرمایا تھا کہ

''بلانے والا ہے سب سے پیارا اُسی پہ اے دل تو جاں فدا کر''۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

26 مئی کی شام پونے چھ بجے ریل گاڑی کے ذریعے آپکا جسدِ اطہر لاہور سے بٹالہ لے جایا گیا۔ بٹالہ سے رات 2 بجے اپنے آقا کا جنازہ کندھوں پر اٹھا کر درد نصیبوں کا یہ قافلہ بٹالہ سے پیدل قادیان روانہ ہوا۔

تقریباً 20 کلومیٹر کا فاصلہ پیدل طے کر کے 27 مئی 1908ء کی صبح آٹھ بجے یہ قافلہ قادیان پہنچا۔ آپکا جسدِ مبارک بہشتی مقبرہ کے ملحقہ باغ میں رکھا گیا اور دیوانوں نے دیوانہ وار دیدار کیا۔ اور پھر اُسی باغ کے ایک آم کے درخت کے نیچے قدرت ثانیہ کا انتخاب عمل میں آیا اور خلیفۃ المسیح الاوّل کی بیعت ہوئی۔ شام چھ بجے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جسم مبارک کو بہشتی مقبرہ قادیان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

''امروز قوم من نشناسد مقام من
روزے بگریہ یاد کند وقت خوشترم''

☆ ☆ ☆ ☆

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ماہنامہ — جرمنی

اخبار احمدیہ

جماعت احمدیہ جرمنی کا ترجمان

جلد نمبر۔14 مدیر۔نعیم احمد نیّر کتابت و ڈیزائننگ؛رشید الدین، عاصم شہزاد، ماہ،امان 1388 ہجری شمسی، بمطابق مارچ 2009ء شمارہ نمبر3

قرآن کریم

ترجمہ: تو کہہ دے (کہ) ہم اللہ (پر) اور جو کچھ ہم پر نازل کیا گیا ہے (اس پر) اور جو کچھ ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور (اس کی) اولاد پر نازل کیا گیا تھا اور جو کچھ موسیٰ کو اور عیسیٰ کو اور (باقی) سب نبیوں کو انکے رب کی طرف سے دیا گیا تھا اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ان میں سے کسی ایک کو دوسرے سے علیحدہ نہیں سمجھتے اور ہم اسکے فرماں بردار ہیں۔

(سورۃ آل عمران 75،ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ (تفسیر صغیر)

حدیث حضرت خاتم النبیین ﷺ

حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ایمان کی کچھ اوپر ستر یا کچھ اوپر ساٹھ شاخیں ہیں۔ ان میں سے سب سے افضل لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہنا ہے اور ان میں سے کم تر راستے میں سے تکلیف دہ چیزوں کو ہٹانا ہے۔ اور حیاء بھی ایمان کی ایک شاخ ہے۔ (حدیقۃ الصالحین صفحہ 178)

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ اگر ایک اندھیری رات میں اور سخت سردی کے وقت دُور سے آگ کی روشنی کا دیکھنا ہی ہلاکت سے نہیں بچا سکتا بلکہ ہلاکت سے وہ بچے گا کہ ایسا آگ کے قریب چلا جائے کہ جو کافی طور پر اس کی سردی کو دور کر سکے۔

لیکن جو شخص صرف دُور سے اُس نور کو دیکھتا ہے اُسکی یہی نشانی ہے کہ اگر چہ راہِ راست کی بعض علامات اُسمیں پائی جاتی ہیں لیکن خاص فضل کی کوئی علامت اُسمیں پائی نہیں جاتی اور اُس کی قبض جو کبھی توکّل اور نفسانی خواہشوں کیوجہ سے ہے دُور نہیں ہوتی اور اُس کا نفسانی قالب جل کر خاک نہیں ہوتا کیونکہ شعلہ ءنور سے بہت دُور ہے۔

(روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 15 (حقیقۃ الوحی))

ہمبرگ HH-City میں ایک میٹنگ بنام Tag der Religionstifter

مورخہ ۳۱ جنوری شام ۴ تا ۶ بجے حلقہ HH-City میں ایک جرمن میٹنگ Tag der Religionstifter کے عنوان سے کی گئی اس میٹنگ کے لئے 1500 دعوت نامے مختلف طریق پر تقسیم کئے گئے۔ پروگرام میں مکرم وقاص شاہین صاحب نے ناظم سٹیج کے فرائض سرانجام دیئے۔ اور سب کو خوش آمدید کہا۔ تلاوت قرآن کریم و جرمن ترجمہ کے بعد سب سے پہلے بدھ مذہب کے نمائندہ Dr.Kbrech Frasch نے تقریر کی۔ اپنی تقریر میں انہوں نے حضرت بدھؑ کی تعلیم کا خلاصہ پیش کیا۔ اس کے بعد عیسائیت کے نمائندہ Dr. Gossmann نے حضرت عیسیٰؑ کی تعلیمات کو خلاصۃً پیش کیا۔ آخر پر مولانا عبدالباسط طارق صاحب مربی سلسلہ نے سیرۃ النبی ﷺ پر نہایت خوبصورت انداز میں تقریر کی۔ آپ کی تقریر سن کر سب نے برملا اظہار کیا کہ ہمیں آج ہی حقیقی اسلام کی تعلیم کا پتہ چلا ہے، سب مہمان بہت متاثر نظر آرہے تھے۔ اس کے بعد سوال و جواب ہوئے۔ آخر پر لوکل امیر صاحب نے سب مقررین کو تحائف پیش کئے۔ اس میٹنگ میں ۱۱۰ افراد شامل ہوئے۔ جس میں ۵۰ افراد سے پہلے بھی رابطہ تھا باقی نئے تھے۔ دو اخبارات نے پروگرام کے متعلق خبر دی۔

حلقہ Pinneberg میں ایک جرمن میٹنگ Opferfest im Islam کا انعقاد

مورخہ ۲۲ جنوری کو حلقہ Pinneberg میں ایک جرمن میٹنگ Opferfest im Islam کے عنوان سے کی گئی۔ شہر کی میئر محترمہ کرسٹن Frau Kristin alheit سے شرکت کی درخواست کی گئی جو انہوں نے بخوشی قبول کر لی۔ اور وقت مقررہ پر تشریف لائیں۔ تلاوت قرآن کریم سے پروگرام کا آغاز کیا گیا اور جرمن ترجمہ بھی پیش کیا گیا۔ اس کے بعد بچیوں نے عید کے بارہ میں مکرم ہدایت اللہ صاحب ہش کی لکھی ہوئی نظم ترنم سے پڑھی۔ مکرم وقاص شاہین صاحب نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور اسلام احمدیت کا تعارف پیش کیا۔ اس کے بعد محترمہ کرسٹن صاحبہ نے اپنے مختصر خطاب میں جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے کہا کہ ان کا کسی مذہبی پروگرام میں شمولیت کا یہ پہلا موقع ہے۔ مکرم عبدالباسط طارق صاحب مربی سلسلہ نے عید اور نئے سال کے حوالہ سے جماعت احمدیہ کا تعارف نہایت اچھے انداز میں کروایا۔ آپ نے کہا کہ ہماری جماعت قرآنی حکم کے مطابق ہر نیکی کے کام میں بلا تخصیص مذہب وملت، ہمیشہ تعاون کرتی ہے۔ نیز ملکی قوانین کا تہ دل سے احترام کرتی ہے۔ اس پروگرام میں اپوزیشن سیاسی پارٹی کے ایک لیڈر اور قریبی علاقہ کے ایک میئر نے بھی شرکت کی۔

پروگرام میں ۱۵۰ افراد شامل ہوئے۔ جن میں ۷۰ زیر تبلیغ افراد تھے۔ آخر پر پُر تکلف کھانا پیش کیا گیا۔

Islam im Dialog کے عنوان سے فضل عمر مسجد ہمبرگ میں ایک پروگرام

مورخہ ۲۰ جنوری کو حلقہ Moschee کے تحت مسجد فضل عمر میں ایک تبلیغی نشست Islam im Dialog کے عنوان سے کی گئی۔ جس میں مذہبی امور کی تحقیق کرنے والے ۲۰ طلباء شامل ہوئے۔ جناب پروفیسر Uwe صاحب بھی اس میٹنگ میں شامل تھے۔ اس کلاس کو اسلام احمدیت کا تعارف اور طلباء کے سوالوں کے جواب کے لئے مکرم عبدالباسط طارق صاحب مربی سلسلہ موجود تھے آپ نے نہایت ہی اعلیٰ انداز میں اسلامی تعلیمات کا خلاصہ پیش کیا۔ جس کے بعد ڈیڑھ گھنٹہ تک ان کے سوالوں کے جوابات دیئے جسے سامعین نے خاموشی اور دلچسپی سے سنا۔ اور اظہار کیا کہ ان کے لئے آج بہت سی معلومات نئی تھیں جو پہلے نہیں سنی تھیں۔ انہوں نے اسلام کی خوبصورت تعلیم کی تعریف کی اس موقعہ پر تبلیغی سٹال بھی لگایا گیا تھا جس سے انہوں نے استفادہ کیا۔ آخر پر ضیافت کا انتظام بھی موجود تھا۔

ششم و آخری قسط

گلاب چہرے

(منور احمد خالد، کوبلنز، جرمنی)

اگلے دن قافلہ نے Lagos سے Abuja جانا تھا جو تقریباً 1000 کلومیٹر ہے مگر راستے میں دو جگہ قیام بھی تھا اور امتیاز صاحب چونکہ ہراول دستے کے طور پر تھے اس لئے ہم نے بجائے دوبارہ Lagos جانے اور گوسلو میں پھنس جانے کے دوسرا راستہ لیا۔ ہمارا پہلا پڑاؤ ILORIN کا جدید اور خوبصورت شہر تھا جو تقریباً 400 کلومیٹر دور تھا۔ راستہ میں قدیم ترین شہر ''آباداں'' جو مغربی افریقہ کا سب سے بڑا اور تاریخی شہر ہے، کے بیچوں بیچ سے گذرے جو اپنے مکانات سے ہی اپنی قدامت اور اداسی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ہم چھوٹی سڑک سے جا رہے تھے اس لئے اس علاقہ کی خوبصورتی سے محظوظ ہوتے گئے اور یہ شعر یاد آ رہا تھا۔

یہاں کوئی نظر بے تاب نہیں بے مہر نہیں
یہ جنگل ہے کوئی شہر نہیں

شام سے ذرا پہلے ہم ILorin پہنچ گئے۔ قافلہ چونکہ بڑی سڑک سے آ رہا تھا اور راستہ میں ایک مسجد میں نمازوں کا پروگرام تھا اس لئے ہم پہلے پہنچ گئے تھے۔ یہاں بھی ایک بہت پیاری مسجد اور اس کے ساتھ مکرم محمود احمد صاحب مربی سلسلہ کا مکان تھا۔ امتیاز صاحب کے بچے کئی دن پہلے آقا کی خدمت کی غرض سے مکرم محمود احمد صاحب کے بچوں کی مدد کرنے یہاں آ گئے ہوئے تھے۔ اور جب مجھے پتہ چلا کہ مکرم محمود احمد صاحب مکرم بہادر شیر صاحب کے بیٹے ہیں تو دوبارہ اُن سے گلے ملا ان کے بہنوئی مکرم مبارک احمد خان صاحب ہمارے شہر کوبلنز میں ہی رہتے ہیں اور زعیم اعلیٰ ہیں۔

ہمارے پہنچنے کے ایک گھنٹہ بعد قافلہ بھی پہنچ گیا۔ نمازیں اسی مسجد میں ادا ہوئیں۔ اسی جگہ مجھے وہ لازوال لمحہ بھی میسر آ گیا جس کی تلاش میں نکلا تھا۔ نماز تہجد ایک بارہ سالہ حافظ نے پڑھائی تو درد دل سے دُعا کی کہ اے میرے مولا اتنے دن سے آقا کے پیچھے پیچھے چل رہا ہوں آقا کو پتہ بھی ہے مگر ابھی تک نظر شفقت سے محروم ہوں اور کیا پتہ تھا کہ وہ لمحہ قبولیت کا تھا۔ فجر کی نماز کے لئے جب آقا آئے تو اس غلام پر پیار کی نظر ڈالتے ہوئے پوچھا ''پہنچ گئے آپ بھی'' اور وہ چند پیار کے لمحات سیراب کر گئے۔

اگلے دن ہم پھر امتیاز کے ساتھ ہراول دستہ کے طور پر قافلہ سے پہلے نکل پڑے۔ آج ہمارا پڑاؤ Neu Busa نامی بستی میں تھا جہاں کے چیف اور میئر نے آقا کو دعوت دے رکھی تھی اور اپنے محل میں قیام کا انتظام کیا تھا۔ ہم ایک ہوٹل میں ٹھہرے لیکن صبح کا ناشتہ اسی محل کی ایک Kitoro Lodge میں کرنے کی توفیق پائی۔

دریائے نائجر اور دریائے Benuin نے مل کر نائجیریا میں دنیا کا سب سے بڑا Delta بنایا ہوا ہے۔ اسی ڈیلٹائی جنگل میں دریائی گھوڑا Hipopo Tamus بھی پایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ بندر، بابون، زمین کھود کر مکان بنا کر رہنے والا جانور بھی شیر کے بارہ میں بھی اطلاع ہے کہ وہ بھی اس جنگل میں ملتا ہے۔ Kengu Lake بھی اسی ڈیلٹا میں ہے۔ اسی ڈیلٹائی علاقہ میں تیل کا ذخیرہ ہے مگر بلوچستان کی طرح اِن لوگوں کو ہر سہولت و تعلیم سے محروم رکھا گیا اس لئے یہ لوگ مار دھاڑ کرتے رہتے ہیں۔ ناانصافی کا علاج کرنے کی بجائے اِن کو Terrorist پکارا جاتا ہے۔ Abuja جاتے ہوئے Mina کا خوبصورت شہر بھی آیا جہاں کے ایک برلب سڑک ہوٹل Shiroro میں چائے اور احباب سے مشرفِ ملاقات بھی تھا۔ ہم انتظامات کا جائزہ لیتے ہوئے آگے روانہ ہو گئے۔

تیسرے دن روانہ ہو کر Abuja پہنچے۔ شہر میں داخل ہونے سے پہلے ہاتھی کے سر اور سونڈھ کی طرح کی پہاڑی نظر آئی جس کو Zume Rock کہتے ہیں اور ان کے 100 کے نوٹ پر اسکی تصویر ہے۔ یہ Asokoro کا علاقہ ہے۔ ایوان صدر اس کے پہلو میں واقع ہے جبکہ اسمبلی بلڈنگ اور تمام Gentry (شرفاء) اسی علاقہ میں رہتے ہیں۔ اکثر ممالک کے سفارتخانے بھی اس علاقہ میں ہیں اور وہ نئی مسجد بھی جسکا افتتاح کرنا تھا اسی علاقہ میں ہے۔ مسجد کے افتتاح اور کھانے کے بعد ہمیں Yankari ہوٹل میں ٹھہرنے کے لئے بھجوا دیا گیا۔ یہ ہوٹل اگرچہ مسجد سے 20 کلومیٹر دور ہے مگر جلسہ گاہ سے نزدیک یعنی 10 کلومیٹر ہے۔ جلسہ گاہ شاہراہ Kaffi Road پر Abuja کے مرکز سے 20 کلومیٹر اور Kaffi سے 7 کلومیٹر پہلے ہے جو کہ صوبہ Nasrawa میں ہے۔

Abuja بھی بہت بڑا شہر ہے اور جلسہ گاہ سے دو تین کلومیٹر پہلے اسکی حدود ختم ہوتی ہیں۔ 80 ایکڑ رقبہ ہے جو خدام نے بڑی محنت سے جلسہ گاہ کے لئے تیار کیا تھا۔ اس کے قریب ہی گاؤں Tumunda ہے۔ اس گاؤں اور جلسہ گاہ کے درمیان درختوں کا ایک خوبصورت جھنڈ ہے جس میں دو قدرتی تالاب ہیں۔ گاؤں والے ایک تالاب سے پانی پیتے جبکہ دوسرے تالاب کے پانی سے کپڑے دھوتے ہیں۔ یہ جھنڈ صحرا میں نخلستان کی طرح ہے۔ بانس، آم، پام Kropities اور Mochas کے گھنے درختوں پر مشتمل یہ جھنڈ ٹھنڈا سایہ دار ہے۔ Neu Busa مین روڈ سے 100 کلومیٹر ہٹ کر ایک طرف ہے۔ وہاں جانے اور واپس Abuja جانے کے دوران ہم نے دریائے نائجر کو دوبار عبور کیا۔ اس دریا پر ڈیم بنا کر بجلی پیدا کی جاتی ہے۔

جلسہ 2 تا 4 مئی انتہائی کامیاب رہا۔ اس جگہ سے میرا براہ راست انٹرویو بھی نشر ہوا اور اسٹیج پر بیٹھنے کی سعادت ملی، الحمدللہ

احمدیہ فیملی

نائجیریا میں ایک منفرد اور ڈھارس بندھانے والی ایک چیز کا ذکر نہ کیا جائے تو مضمون نامکمل رہے گا۔ میں نے دیکھا کئی گاڑیوں پر اور بعض گھروں پر احمدیہ فیملی کے سٹکرز لگے ہوئے ہیں۔ پوچھنے پر پتہ چلا کہ یہ امام زماں کے اس شعر کہ

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

کا عملی ثبوت ہیں یہاں کے لوگ سمجھتے ہیں اور یہ احساس دن بدن بڑھتا جا رہا ہے کہ بے حیائی، بے راہ روی مادر پدر آزادی سے اپنی بچیوں، بچوں عورتوں، مردوں کو بچانا ہے تو احمدیہ فیملی میں شامل ہو جاؤ جہاں جہاں آپکی عزت بھی محفوظ رہے گی، آپکی حیا بھی اور توقیر بھی قائم رہے گی۔ یہ ایک بہت بڑا انقلاب ہے جو امام زماں کے متبعین کے ذریعہ آنا شروع ہو چکا ہے اور وہ دن دور نہیں کہ بڑھتے بڑھتے یہ انقلاب نہ صرف نائجیریا بلکہ پورے افریقہ میں پھیل جائے گا اور اسلامی اقدار کی گمشدہ خوبیاں اجاگر کرنے میں افریقہ کا نمایاں حصہ ہوگا کیونکہ ہر شریف النفس اِن اقدار کے احیاء کا خواہاں تو ہے مگر شیطانی چیلوں کے ہاتھوں بے بس ہے۔

مچھر

ہمارے ہاں (پاکستان) کا مچھر ڈھول باجے اور توتیاں سناتے ہوئے باادب باملاحظہ ہوشیار کا اعلان کر کے اپنی جھوٹی شان کا اظہار کرتے ہوئے وارد ہوتا ہے اور بعض اوقات اسی خوش فہمی اور ضرورت سے زیادہ خود اعتمادی کی بھینٹ چڑھ جاتا ہے۔ مگر افریقی مچھر خاموش طبع اور شاید احساس کمتری میں مبتلا ہے کہ خلش اُس وقت ہوتی ہے جب جگر کے پار ہو چکا ہوتا ہے۔ پاکستان کے مچھر سے تو خارش ہوتی ہے مگر افریقی مچھر سے درد ہوتی ہے۔

واپسی

جذبہء دل کشاں کشاں لے تو گیا مگر واپسی میں وہی سفر پہاڑ نظر آتا تھا اس لئے Abuja سے Lagos اور پھر Lagos سے Accra اکرہ کی ہوائی جہاز کی سیٹ بک کرانے میں ہی عافیت سمجھی۔ 5 مئی اکرہ پہنچے تو رات مشن ہاؤس میں قیام کیا۔ رات کے کھانے میں پراٹھے ملے۔ صبح مکرم امیر عبدالوہاب بن آدم صاحب نے چائے پر یاد فرمایا اور اپنے ہاتھ سے چائے اور کیک پیش کیا۔ چائے کی چُسکی لیتے ہی میرے منہ سے بے ساختہ نکلا امیر صاحب آپ نے تو سیلونی ٹی سٹال کی یاد تازہ کر دی ہے فرمایا ہاں جب ہم قادیان جاتے ہیں تو وہاں سے یہ پوڈر لے آتے ہیں جو چائے کے ساتھ ملا کر پکانے سے یہ ذائقہ آ جاتا ہے اس پر میں نے ان کو بتایا کہ میں 50 سے 55 تک چینوٹ اور پھر ربوہ میں تھا مجھے آپکی شکل یاد پڑتی ہے کہ آپ بھی انہی دنوں وہاں تھے۔ فرمایا ہاں 52 تک وہاں تھا اور مجھے بھی تمہاری شکل یاد ہے پھر کئی اور پرانی یادیں بھی دھرائی گئیں۔

ہم نے واپسی میں اکرہ کے لئے اپنے دل میں کیا کیا پلان نہ بنا رکھے تھے کہ ہر طرف پکے ہوئے لٹکتے آم، ناریل، پپیتا دیکھ کر دل تو للچاتا تھا مگر سفر خراب نہ ہو اس لئے اِن سے دو دو ہاتھ کرنے کا پروگرام واپسی پر تھا کہ مرزا غالب کی خواہش کی طرح آم بھی تھے اور عام بھی تھے۔ مگر وائے حسرت کہ رات کے پراٹھوں نے پیٹ خراب کر دیا اور آہستہ آہستہ اتنی کمزوری ہوگئی کہ اٹھنا اور چلنا بھی مشکل ہو گیا۔ امیر صاحب نے فرمایا اس حالت میں مت جاؤ مگر نہ آتے تو ٹکٹ ضائع ہو جاتی اس لئے آنا ہی تھا۔ اس پر مکرم امیر صاحب اپنے گھر سے ایک ناریل کاٹ کر لائے اس میں نمک ڈالا اور مجھے Straw دیتے ہوئے کہا پی جاؤ۔ اس ناریل نے کمال کیا کم از کم گھر پہنچنے تک نہ تو ہوائی جہاز میں نہ ٹرین میں کوئی تکلیف ہوئی مگر گھر پہنچ کر جب چائے پی تو پھر،

''الٹی ہوگئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا''

بس یہی ایک ناریل ہماری قسمت میں تھا باقیوں کی طرف بس للچاتی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہوئے یہی دہرا سکے کہ

''گر ملی فرصت تو پھر آئیں گے ہم اگلی بہار''

کہتے ہیں ملاح کے حُقے میں پانی نہیں ہوتا۔ اپنے دونوں برادارن نسبتی کا ذکر کر چکا ہوں ان کے ساتھ سلمان اختر صاحب بھی میرے کہنے پر تیار ہو گئے تھے مگر داؤد صاحب چونکہ خود ٹریول ایجنسی چلاتے ہیں اس لئے میرے بار بار کہنے پر کہ وقت پر ویزے لگوا لیں انہوں نے سستی کی صرف گھانا کا ویزہ لگوایا اور چل پڑے غانا کا جلسہ ختم ہوا تو میں تو Benin چلا گیا، یہ ویزہ لگوانے کے لئے رک گئے۔ مکرم امیر صاحب کی مہربانی سے ویزہ تو لگ گیا اور ٹیکسی لے کر Benin ایک دن لیٹ پہنچے اب Benin سے میں تو نائجیریا چلا گیا یہ پھر نائجیریا کے ویزہ کے لئے رک گئے تین دن بعد ویزہ لگا تو بھاگم بھاگ ٹیکسی سے لاگوس اور وہاں سے ایک مربی صاحب کے ساتھ گاڑی میں Abuja پہنچے۔ تو وہاں بھی لیٹ ہو چکے تھے مگر چونکہ جلسہ میں کافی وقفہ تھا اس لئے پہلے دن دیر سے آئے مگر دوسرے دو دن شامل ہوئے۔ میں نے ان کے جوش جذبے اور ولولے کو دیکھ کر پنجابی کا ایک شعر پڑھا تو یہ ہشاش بشاش ہو گئے۔ واپسی میں ہم اکرہ تک اکٹھے ہوائی جہاز میں واپس آئے وہاں سے میری تو اگلے دن سیٹ تھی مگر ان کی ایک دن بعد، اس لئے یہ جامعہ وغیرہ دیکھنے چلے گئے۔☆

☆ ☆

نماز پڑھنے کا طریق

(مقصود احمد علوی)

اسلام میں نماز کی جو صورت متعین ہوئی ہے اُس سے بڑھ کر مقبول و متبوع صورت نہ تو کسی اور مذہب میں رائج ہے اور نہ ہی اس سے بہتر عقل میں آسکتی ہے۔ یہ جامع اور مانع طریق اُن تمام عمدہ اصولوں اور مسلمہ خوبیوں اور فطری استعدادوں پر حاوی ہے جو دنیا کے اور مذاہب میں فرداً فرداً موجود ہیں اور نیاز مندی کے ان تمام آداب کو شامل ہے جو ذوالجلال معبود کے سامنے قوائے انسانی میں پیدا ہونے ممکن ہیں۔ اِس طرح وہ خاص کلمات جو نماز میں صرف زبان سے نہیں بلکہ دل سے بھی نکالے جاتے ہیں اور جس سے روحِ انسانی متاثر ہوتی ہے نماز کی بے نظیری کے کافی ثبوت ہیں۔

(فقہ احمدیہ حصہ اوّل صفحہ۲۷)

اِس اہم ترین اسلامی عبادت کے بجالانے کے طریق کے بارہ میں عموماً یہی سمجھا جاتا ہے کہ یہ تو سب کو علم ہی ہے لیکن دیکھنے میں آیا ہے کہ اِس میں بھی کئی غلطیاں کی جاتی ہیں اور بعض نہایت اہم امور میں احتیاط نہیں برتی جاتی جس سے نماز کی روح متاثر ہوتی ہے۔ نماز پڑھنے کے طریق کے حوالہ سے خاکسار دو نہایت درجہ اہم اور بنیادی امور کی طرف توجہ مبذول کرانا چاہتا ہے۔ اوّل قیام، رکوع و سجود جیسے ارکانِ نماز کی حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کے ارشاداتِ عالیہ کی روشنی میں حکمت اور غرض و غایت اور دوم ظاہری لحاظ سے اِن ارکان کی ادائیگی کا درست طریق۔ و باللہ التوفیق۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''نماز کے اجزاء اپنے اندر ادب، خاکساری اور انکسار کا اظہار رکھتے ہیں۔ قیام میں نمازی دست بستہ کھڑا ہوتا ہے جیسا کہ ایک غلام اپنے آقا اور بادشاہ کے سامنے طریقِ ادب سے کھڑا ہوتا ہے۔ رکوع میں انسان انکسار کے ساتھ جھک جاتا ہے۔ سب سے بڑا انکسار سجدہ میں ہے جو بہت ہی عاجزی کی حالت کو ظاہر کرتا ہے۔''

(تقاریر جلسہ سالانہ 1906، صفحہ 8 - 6)

''نماز ایسے ادا نہ کرو جیسے مرغی دانے کیلئے ٹھونگ مارتی ہے بلکہ سوز و گداز سے ادا کرو اور دعائیں بہت کیا کرو۔ نماز مشکلات کی کُنجی ہے۔ ماثورہ دعاؤں اور کلمات کے سوا اپنی مادری زبان میں بہت دعا کیا کرو تا اِس سے سوز و گداز کی تحریک ہو اور جب تک سوز و گداز نہ ہو اسے ترک مت کرو کیونکہ اِس سے تزکیہ نفس ہوتا ہے اور سب کچھ ملتا ہے۔ چاہیئے کہ نماز کی جس قدر جسمانی صورتیں ہیں اِن سب کے ساتھ دل بھی ویسے ہی تابع ہو۔ اگر جسمانی طور پر کھڑے ہو تو دل بھی خدا کی اطاعت کیلئے ویسے ہی کھڑا ہو۔ اگر جھکو تو دل بھی ویسے ہی جھکے۔ اگر سجدہ کرو تو دل بھی ویسے ہی سجدہ کرے۔ دل کا سجدہ یہ ہے کہ کسی حال میں خدا کو نہ چھوڑے۔ جب یہ حالت ہو گی تو گناہ دور ہونے شروع ہو جائیں گے۔''

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 368-367)

''اصل عبادت دل کی کیفیّت اور اُس کے ماتحت انسانی اعمال کے صدور کا نام ہے اور چونکہ انسانی بناوٹ اِس قسم کی ہے کہ جسم کا اثر روح پر اور روح کا اثر جسم پر پڑتا ہے، مثلاً ہم دیکھتے ہیں کہ جو شخص غمگین صورت بنا لیتا ہے یا غمگین لوگوں میں بیٹھتا ہے تھوڑی دیر کے بعد اُس کا دل بھی غم سے بھر آتا ہے۔ ایسے ہی اگر وہ یونہی ہنسنے کی کوشش کرتا ہے یا خوش کیف لوگوں میں بیٹھتا ہے تو کچھ دیر کے بعد اُس کے دل میں بھی مسرت کے جذبات ابھرنے لگتے ہیں۔ اِس کے برعکس اگر انسان کا دل صدمہ اور غم سے دوچار ہو تو جسم مرجھا جاتا ہے۔ آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں، بال جلد سفید ہو جاتے ہیں۔ مگر اِس کے برخلاف خوشی سے چہرہ نکھر آتا ہے، اِس پر بشاشت کے آثار ظاہر ہو جاتے ہیں، جسم میں ایک تازگی اور چستی محسوس ہونے لگتی ہے۔

سو انسان کی اِس فطرتی کیفیّت اور اُس کے اِس طبعی قانون کے مطابق اسلام نے نماز میں چند افعال و اقوال شامل کئے ہیں۔ تاکہ وہ ظاہری ہیئتیں جن سے ادب کا اظہار ہوتا ہے اُس کے باطن میں بھی یہی جذبات پیدا کر دیں اور اِس کے بالمقابل رُوح کا تذلّل اور انکسار اِن حرکاتِ ادب کے پیدا کرنے کا موجب بنے۔ پس نماز کے ظاہری اعمال و اقوال، خاص اوقات کی تعیین، قبلہ رو ہونا، ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا، رکوع و سجود کرنا صرف قلبی کیفیّت کو بدلنے کیلئے مقرر ہیں۔ اور یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ اِن قلبی کیفیّات ہی کے یہ نتائج ہیں۔۔۔ نماز صرف ظاہری نشت و برخاست کا نام نہیں بلکہ ارکانِ نماز دراصل روحانی نشت و برخاست ہیں۔ انسان کو خدا تعالیٰ کے رو برو کھڑا ہونا پڑتا ہے اور قیام بھی آدابِ خدمتگاران میں سے ہے۔ رکوع جو دوسرا حصہ ہے بتلاتا ہے کہ گویا تیاری ہے اور وہ تعمیلِ حکم میں کس قدر گردن جھکاتا ہے۔ اور سجدہ کمال آداب اور کمال تذلّل اور نیستی کو جو عبادت کا مقصود ہے ظاہر کرتا ہے۔ یہ آداب اور طُرق ہیں جو خدا تعالیٰ نے بطور یادداشت کے مقرر کر دیئے ہیں اور جسم کو باطنی طریق سے حصہ دینے کی خاطر اِن کو مقرر کیا ہے۔ علاوہ ازیں باطنی طریق کے اثبات کی خاطر ایک ظاہری طریق بھی رکھ دیا ہے۔

اب اگر ظاہری طریق میں صرف نقال کی طرح نقلیں اتاری جائیں اور اسے بارِ گراں سمجھ کر اتار پھینکنے کی کوشش کی جائے تو تم ہی بتاؤ اس میں کیا لذّت اور حظ آسکتا ہے۔ اور جب تک لذّت اور سرور نہ آئے اِس کی حقیقت کیونکر متحقق ہوگی اور یہ اُسی وقت ہوگا جبکہ روح بھی ہمہ نیستی اور تذلّل تام ہو کر آستانۂ الوہیّت پر گرے اور جو زبان بولتی ہے روح بھی بولے۔ اُس وقت ایک سرور اور نور اور تسکین حاصل ہو جاتی ہے۔''

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 166-164)

باقی آئندہ

☆

جرمنی کے ہزاروں عجائب گھر

جرمنی کے ہزاروں عجائب گھر علم و دانش کے انتہائی اہم مراکز ہیں۔ بلاشبہ اسکول اور یونیورسٹیاں تعلیم کے حصول کا بنیادی ذریعہ ہیں لیکن تعلیم کے فروغ کے سلسلے میں لائبریریوں اور عجائب گھروں کا کردار بھی بے انتہا اہم ہوتا ہے۔ جرمنی میں عجائب گھروں کی تعداد ہزاروں میں ہے۔ دنیا کے کسی بھی ملک میں اتنے زیادہ عجائب گھر نہیں جتنے کہ جرمنی میں ہیں۔ گذشتہ چند عشروں کے دوران اس تعداد میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے اور آج کل یہاں چھ ہزار سے بھی زیادہ عجائب گھر قائم ہیں۔ ان سے استفادہ کرنے والے خواتین و حضرات کی سالانہ تعداد ایک سو ملین سے بھی کہیں زیادہ ہے۔

صرف دارالحکومت برلن میں ہی 147 عجائب گھر ہیں، ایک ایسی تعداد جس کا جرمنی میں کوئی دوسرا شہر دور دور تک بھی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ وجہ یقیناً یہ ہے کہ عشروں تک یہ شہر مشرقی اور مغربی حصے میں تقسیم رہا اور یہ دونوں حصے الگ الگ ثقافتی مراکز کے طور پر ترقی کرتے رہے۔ جب جرمنی پھر سے متحد ہو گیا تو شہر کے دونوں حصوں کے اوپیراز، یونیورسٹیوں، لائبریریوں اور عجائب گھروں کی تعداد مل کر دگنی تگنی ہو گئی۔

برلن کے وسط میں ایک علاقہ تو کہلاتا ہی ہے عجائب گھروں کا جزیرہ۔ تاہم یہاں واقع فنون لطیفہ کے کئی پرانے عجائب گھروں کی حالت کمیونسٹ مشرقی جرمن دورِ حکومت میں کافی ابتر ہو گئی تھی۔ جرمن حکومت نے ان عجائب گھروں کی مرمت پر تقریباً ڈیڑھ ارب یورو خرچ کئے ہیں اور یہ آرٹ کے ایسے طاقتور مقناطیس ہیں جو جرمنی ہی نہیں دنیا بھر سے شائقین فن کو اپنی جانب کھینچتے رہتے ہیں۔

جرمن شہر میونخ میں قائم مشہور عالم ٹیکنیکل میوزیم جرمنی کا سب سے بڑا اور سب سے زیادہ دیکھا جانے والا عجائب گھر ہے۔ اسے سالانہ دس لاکھ چالیس ہزار لوگ دیکھنے کے لئے جاتے ہیں اور یوں اب تک کروڑوں اس میں رکھے جانے والے ٹیکنالوجی کے نایاب نمونے دیکھ چکے ہیں۔ انہیں میں شامل ہیں سابق وفاقی جرمن صدر یوہانیس راؤ بھی، جنہوں نے اس عجائب گھر کی ایک سیر کے دوران وہاں اپنی پسندیدہ شے کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں کہا تھا ''جس میز پر نوبیل انعام یافتہ جرمن سائنسدان اوٹو ہان بیٹھ کر کام کرتے تھے اور تجربات کرتے تھے، اُسے دیکھ کر میں ہمیشہ بہت مسحور ہو جایا کرتا تھا۔ لیکن یہ بہت پہلے کی بات ہے۔ اب تو یہاں اتنی زیادہ چیزیں ہیں کہ انسان ان سب کو ذہن میں رکھ ہی نہیں سکتا۔ ویسے اب افسوس کہ میرے پاس اتنا وقت بھی نہیں ہوتا اور اتنی ہمت بھی نہیں کہ سب کچھ دیکھ سکوں۔

میونخ کے عجائب گھر میں موجود مصنوعات کا ذخیرہ گذشتہ 105 برسوں سے جمع کیا جا رہا ہے۔ اس میں بھاپ سے چلنے والے انجن اور ریل گاڑیوں سے لے کر خلا میں قائم کی جانے والی لیبارٹریز تک اور کمپیوٹر سے لے کر نانو ٹیکنالوجی کے شاہکار تک سبھی کچھ موجود ہے۔

جرمن ٹیکنیکل میوزیم میں ٹیکنالوجی کے ہوش ربا سفر پر لے کر جانے والی ان مصنوعات کی اصل تعداد ایک لاکھ بنتی ہے جبکہ اس میں سے آدھی سے بھی کم مصنوعات عجائب گھر کی مستقل نمائش کا حصہ ہیں۔ اس عجائب گھر کی 1925 میں تعمیر ہونے والی موجودہ عمارت کو دوسری عالمی جنگ میں کافی نقصان پہنچا تھا لیکن اسے محض ہنگامی نوعیت کی مرمت کے بعد ہی شائقین کے لئے کھول دیا گیا تھا۔ ایسے میں اس عجائب گھر کو اب تجدید اور مرمت کی اشد ضرورت ہے، جس پر ایک اندازے کے مطابق چار سو ملین یورو لاگت آئے گی اور دس تا پندرہ سال کا عرصہ درکار ہوگا۔ آج کل اس عجائب گھر کا سالانہ بجٹ تقریباً 32 ملین یورو ہے اور یہاں تقریباً 400 لوگ کام کرتے ہیں۔

جرمنی کے سب سے زیادہ دیکھے جانے والے عجائب گھروں میں برلن کا یہودی عجائب گھر بھی شامل ہے جس کا افتتاح ۹ سال پہلے ہوا تھا۔ اس میوزیم میں دو ہزار سالہ جرمن یہودی تاریخ دیکھی جا سکتی ہے۔ یہاں کی مستقل نمائش اور وقتاً فوقتاً منظّم کی جانے والی نمائشیں جرمنی میں یہودیوں اور غیر یہودیوں کے درمیان نشیب و فراز سے عبارت تعلقات کا احاطہ کرتی ہیں۔ یہاں ایک شعبہ یہودیت اور اسلام کے درمیان مماثلتوں کا بھی ہے جس میں رہنمائی کے فرائض بھی مسلمان ہی انجام دیتے ہیں۔ برلن کے اس یہودی عجائب گھر کو سالانہ سات لاکھ افراد دیکھنے جاتے ہیں۔

(ڈوئچ ویلے سے ماخوذ)

اعلان

تمام لوکل امارات / حلقہ / جماعتیں، اپنے پروگرامز کی رپورٹ ''اخبار احمدیہ'' میں چھپوانے کے لئے الگ کاپی ''اخبار احمدیہ'' کے نام شعبہ تصنیف، بیت السبوح کے پتہ پر بھجوایا کریں۔ شکریہ

Vol. 14 Monthly Akhbar-e-Ahmadiyya Germany Issue 3
National Shoba Tasneef, Ahmadiyya Muslim Jamaat, Genfer Str.11, 60437 Frankfurt/M, Tel:069-50688652, Fax:069-50688666, Email: akhbar3@yahoo.com

خلافت احمدیہ کے خلاف اٹھنے والی تحریکات کا عبرتناک انجام

خلاصہ تقاریر بر موقعہ جلسہ سالانہ جرمنی 2008ء

تلخیص مرزا عبدالحق

محترم ڈاکٹر عبدالغفار صاحب مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے جلسہ سالانہ جرمنی 2009ء کے موقع پر اپنی تقریر میں مذہب کی تاریخ کے حوالہ سے فرمایا کہ انبیاء اوران کی جماعت کے خلاف ہمیشہ دشمنی کی آگ جلائی جاتی ہے۔ایک دفعہ آنحضورﷺ کعبہ کی دیوار کے سایہ میں بیٹھے تھے کہ دکھوں کا ذکر چل پڑا۔آپﷺ نے فرمایا !تم سے پہلے ایسے انسان بھی گذرے ہیں کہ مذہبی دشمنی کی وجہ سے ان کے لیے گڑھا کھودا جاتا اور اس میں انہیں گاڑ دیا جاتا پھر آرے سے چیر کر انہیں دوٹکڑے کر دیا جاتا۔بعض اوقات لوہے کی کنگھیوں سے ان کا گوشت نوچ لیا جاتا لیکن یہ ظلم انہیں اپنے دین سے نہ ہٹا سکتا تھا۔اللہ تعالیٰ اس دین کو ضرور کمال واقتدار بخشے گا (بخاری)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ''یہ سنت اللہ ہے کہ مامور ستائے جاتے ہیں....نہ اسلیئے کہ وہ ہلاک ہو جائیں بلکہ اس لیے کہ نصرت الٰہی کو جذب کریں ۔یہی وجہ تھی کہ آپ ﷺ کی مکی زندگی کا زمانہ مدنی زندگی کے بالمقابل دراز ہے۔

مکرم مربی صاحب نے یاد دلایا کہ سرورِکائنات آنحضرت ﷺ نے خلافت علیٰ منہاج النبوت والی حدیث میں مُلکاًعاضًا اور مُلکاً جبریّةً کہہ کر ظلم وستم کرنے والی حکومتوں کے مٹ جانے کا ذکر فرمایا ہے۔مولانا موصوف نے سب سے پہلے خلافت کے خلاف فتنہ کھڑا کرنے والی لاہوری جماعت کا ذکر کیا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد لاہور کے احباب نے پراپیگنڈا شروع کر دیا '' کہ خلافت کی ضرورت نہیں''۔مولوی محمد علی صاحب کہتے ہیں کہ خواجہ صاحب نے کہا کہ سب احمدی حضرت مولوی صاحب (خلیفہ اولؓ) کی بیعت کریں۔ میں نے کہا اس کی کیا ضرورت ہے۔ جو لوگ نئے ،سلسلہ میں داخل ہوں انہیں بیعت کی ضرورت ہے۔خواجہ کمال الدین صاحب لکھتے ہیں انجمن کو خود مسیح موعود علیہ السلام نے کہا کہ خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے لکھا ہے'' ہم نے صاف کہہ دیا کہ جناب مرزا صاحب نبی نہ تھے،خلیفہ تھے اور خلافت کی خلافت ایک بے معنی چیز ہے۔

ان حالات میں حضرت خلیفة المسیح الاوّلؓ نے ایک دل ہلا دینے والی تقریر کی۔فرمایا !تم نے اپنے عمل سے اتنا دکھ دیا ہے کہ میں اس حصہ مسجد میں بھی کھڑا نہیں ہوا جو تم لوگوں کا بنایا ہوا ہے بلکہ میں اپنے مرزاؑ کی مسجد میں کھڑا ہوا ہوں۔...... میرا فیصلہ ہے کہ قوم اور انجمن دونوں کا خلیفہ مطاع ہے۔پھر فرمایا ''جس نے یہ لکھا ہے کہ اصل حاکم انجمن ہے وہ توبہ کرے'' الغرض حضرت خلیفة المسیح الاوّلؓ نے تائید الٰہی کے ساتھ اہل لاہور کے ارادوں کو خاک میں ملا دیا۔حقیت یہ ہے کہ لاہوری جماعت کا شیرازہ ہمیشہ کے لیے بکھر چکا ہے ہاں البتہ کاروان احمدیت خلافت کے زیرسایہ پوری شان کے ساتھ رواں دواں ہے۔

جناب مربی صاحب نے دوسرے فتنہ کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا! 1933ء میں احرار کا فتنہ بدتمیزی حکومت کی پشت پناہی کے باعث عروج پر تھا۔ایک احراری لیڈر نے جذبات میں کہہ دیا کہ ہم احمدیوں کو کچل ڈالیں گے۔ایک لیڈر نے لکھا ''چند یوم میں خلیفہ قادیان قتل کیا جائے گا اور منارہ گرایا جائے گا''۔ عطا اللہ شاہ بخاری نے جلسہ عام میں کہا ''قادیانیت کا جنازہ میرے کندھوں پر اٹھے گا۔عنقریب قادیانیت کا قلعہ پاش پاش ہو جائے گا''۔حضرت مصلح موعودؓ نے مشیت الٰہی سے فرمایا'' خدا کی قسم وہ (پشت پناہ حکومتیں) بھی میرے مقابلہ میں ناکام رہیں گی اور خدا میری دعاؤں اور تدابیر کے سامنے ان کے تمام منصوبوں اور فریبوں کو ملیامیٹ کر دیگا''۔

ایک مسلمان لیڈر مولوی ظفر علی خان (ایڈیٹر اخبار زمیندار لاہور) نے احرار کے بارے میں اپنی تقریر میں کہا'' احمدیوں کی مخالفت کی آڑ میں احرار نے خوب ہاتھ رنگے.... محض جلبِ ذر کے لیے ڈھونگ رچا رکھا ہے'' پھر کہا'' احرار! کان کھول کر سن لو تم اور تمھارے لگے بندھے، مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کر سکتے ۔مرزا محمود کے پاس قرآن کا علم ہے، تمھارے پاس کیا خاک دھرا ہے...گالیاں اور بدزبانی۔

فاضل مقرر نے جماعت اور خلافت پر ظلم واستبداد کے ابتلاء 1974ء کے دستوری فیصلہ کہ احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیا جائے ،کے متعلق بیان کرتے ہوئے کہا ''اسلامی دنیا کا ہیرو بننے کا شوق رکھنے والے پاکستان کے مسٹر بھٹو کو مّلا نے باور کروایا کہ جو جماعت تمھیں ملک کا وزیراعظم بنوا سکتی ہے وہی گرا بھی سکتی ہے اور تجویز دی کہ اسے غیر مسلم قرار دے دو اس طرح نہ صرف نوے سالہ مسئلہ حل ہو جائے گا بلکہ ہم تمھیں تا زیست وزیراعظم مان لینگے۔ وہ جھانسے میں آ گئے اور کہہ اٹھے وہ جماعت کے ہاتھ کشکول پکڑا دینگے ۔قدرت سے ایسا ہوا کہ زندگی کی بھیک مانگتے مانگتے تختہ دار پر لٹکا دیئے گئے۔

''انجام یہی ہوتا آیا فرعون کا، ہامانوں کا''

جناب ڈاکٹر صاحب نے یاد دلایا کہ 1891ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا تھا'' کلب یموت علیٰ کلب'' جس کا دوطرح سے ترجمہ کیا جاتا ہے یعنی وہ کُتّا ہے اور کُتّے کے عدد پر مرے گا، یعنی باون سال عمر پر۔دوسرا ترجمہ یہ کہ کُتّے پر کُتّا مرے گا۔ پاکستان کے بعض اداروں نے اُس وقت کے صدر ضیاء الحق سے درخواست کی کہ فیصلہ پھانسی پر عمل درآمد کے لئے ایک سال مہلت دی جائے ورنہ احمدیوں کی بات درست ثابت ہوگی۔مگر خدا کی جو تقدیر تھی وقت مقررہ پر بلاتاخیر پوری ہوئی۔

ایک فوجی ڈکٹیٹر کے حوالہ سے مکرم مربی صاحب نے بتایا کہ قومی اسمبلی کے 1974ء کے فیصلہ کی آڑ میں 1984ء میں ایک آرڈیننس کے ذریعے خلافت پر براہ راست چوٹ لگانے کی خاطر اُس نے اعلان کیا کہ احمدی اسلامی اصطلاحات نہیں استعمال کر سکتے۔ مذہبی اختلاف کی بنا پر ہرسو اشتعال پھیل گیا۔مشتعل ہجوم لوٹ مار اور قتل غارت کرنے لگے۔ اور عبادت گاہوں کی بے حرمتی کی گئی۔ قبرستانوں سے احمدی نعشوں کو باہر پھنک دیا گیا ۔خلیفہ وقت حضرت خلیفة المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کو الٰہی منشاء کے تحت ہجرت کرنی پڑی مگر کسی خفیہ راستے سے نہیں بلکہ خدائی حفاظت میں سب کے سامنے ۔حضورؒ نے ایک خطبہ میں اس ڈکٹیٹر کو تنبیہاً فرمایا'' خدا کی قسم جب ہمارا مولیٰ ہماری مدد کو آئیگا تو کوئی تمھاری مدد نہیں کر سکے گا، خدا کی تقدیر جب تمھیں ٹکڑے ٹکڑے کرے گی تو تمھارے نام نشان مٹا دیئے جائیں گے اور ہمیشہ دنیا تمھیں ذلت اور رسوائی کے ساتھ یاد کرے گی''۔خدا کی تقدیر نے اگست 1987ء میں اس کے پرخچے اڑا دیے۔ کہاں ہے وہ آمر جس نے کہا تھا میں احمدیت کے کنسر کو مٹا کر دم لوں گا۔دیکھو خدائے قدیر نے خلافت کے دشمنوں کے نام ونشان صفحہ ہستی سے مٹا کر رکھ دیئے ۔حضرت خلیفة المسیح رابعؒ نے اس وقت جماعت کو پیغام دیا تھا،

تمھیں مٹانے کا زُعم لے کر اٹھے ہیں جو خاک کے بگولے
خدا اُڑا دے گا خاک اُن کی کرے گا رُسوائے عام کہنا''

☆ ☆ ☆ ☆

خدا تعالیٰ کا شکر اور دُعا
بزبان حضرت امّاں جانؓ

ہے عجب میرے خُدا میرے پہ احساں تیرا
کس طرح شُکر کروں اے مِرے سُلطاں تیرا
سَر سے پا تک ہیں الٰہی تیرے احساں مجھ پر
مُجھ پہ برسا ہے سَدا فضل کا باراں تیرا
تُو نے اس عاجزہ کو چار دیئے ہیں لڑکے
تیری بخشش ہے یہ اور فضل نمایاں تیرا
پہلا فرزند ہے محمود، مُبارک چوتھا
دونوں کے بیچ بشیر اور شریفاں تیرا
تو نے ان چاروں کی پہلے سے بشارت دی تھی
تو وہ حاکم ہے کہ ٹلتا نہیں فرماں تیرا
تخت پر شاہی کے ہے مجھ کو بٹھایا تُو نے
دین و دُنیا میں ہوا مجھ پہ ہے احساں تیرا
چُن لیا تُو نے مُجھے اپنے مسیحا کے لئے
سب سے پہلے یہ کرم ہے مِرے جاناں تیرا
کِس کے دِل میں یہ ارادے تھے یہ تھی کِس کو خبر
کون کہتا تھا کہ یہ بخت ہے رخشاں تیرا
پر میرے پیارے! یہی کام تِرے ہوتے ہیں
ہے یہی فضل تِری شان کے شایاں تیرا
فضل سے اپنے بچا مجھ کو ہر اک آفت سے
صِدق سے ہم نے لیا ہاتھ میں داماں تیرا
کوئی ضائع نہیں ہوتا جو تِرا طالب ہے
کوئی رُسوا نہیں ہوتا جو ہے جویاں تیرا
آسماں پر سے فرشتے بھی مدد کرتے ہیں
کوئی ہو جائے اگر بندۂ فرماں تیرا
جِس نے دِل تُجھ کو دیا ہو گیا سب کچھ اُس کا
سب ثنا کرتے ہیں جب ہووے ثناخواں تیرا
اِس جہاں میں ہے وہ جنّت میں ہی بے ریب وگماں
وُہ جو اِک پختہ توکّل سے ہے مہماں تیرا
میری اولاد کو تُو ایسی ہی کر دے پیارے
دیکھ لیں آنکھ سے وُہ چہرۂ تاباں تیرا
عُمر دے، رزق دے اور عافیت وصحت بھی
سب سے بڑھ کر یہ کہ پا جائیں وُہ عرفاں تیرا
اس جہاں کے نہ بنیں کیڑے، یہ کر فضل ان پر
ہر کوئی ان میں سے کہلائے مُسلماں تیرا
میرے پیارے مجھے ہر درد و مصیبت سے بچا
تُو ہے غفّار یہی کہتا ہے قُرآں تیرا
ہر مصیبت سے بچا اے میرے آقا ہر دم
حُکم تیرا ہے زمیں تیری ہے دَوراں تیرا

(دُرِّثمین صفحہ ۴۱ تا ۴۳، مطبع رقیم پریس برطانیہ)